وسطی و شمالی پنجاب کی دینی تعلیم کی روایت میں خانوادہ بگویہ کا کردار (1826ء-1945ء): ایک تحقیقی مطالعہ
(Role of *Bugvī* Family in Religious Education of Central and Northern Punjab (1826-1945AD): A Research Study)

* امجد منیر
** ڈاکٹر غلام شمس الرحمن

Abstract

This study aims to present the contribution of Famous *Bugvī* scholars of district Jhelum, later shifted to *Bhera*, in the tradition of religious education in central and northern Punjab during ninetieth and first half of twentieth century. It also provides an introduction to some of their disciples. It concludes that religious scholars of this family played a significant role in the dissemination of religious knowledge to the society in central and northern Punjab during the mentioned era. Their services as religious teachers are remarkable. They taught in the prominent institutions for religious studies like *Madrasa Bāzār-e-Hakīmān* Lahore, *Madrasa Nīla Gumbad* Lahore, *Madrasa No'mānia* Lahore, *Madrasa Anjuman Himāyat-e-Islam* Lahore and *Madrasa Jāmi' Masjid Bhera* etc. They produced many renowned Islamic scholars of their time who have been playing a pivotal role in religious understandings of the region.

Keywords: *Bugvī* Family, Religious Education, Madrasas, Punjab

اللہ تعالیٰ نے دین حنیف کی اشاعت و حفاظت کے لیے دنیا کے تمام خطوں میں صالح اور سعید بندوں سے کام لیا۔ ایسے ہی نفوس قدسیہ میں خاندان بگویہ کے علما و مشائخ بھی شامل ہیں، جو قریباً سترہویں صدی عیسوی سے خطہ پنجاب میں مصروف عمل ہیں۔ یہ بزرگ

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
** چیئر مین ایروڈ فیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

طبقہ امر اور شاہی دربار سے ہمیشہ دور رہے اور اپنا نشیمن مسجد، مکتب اور خانقاہ کو بنایا۔ انھوں نے پنجاب کے مختلف علاقوں میں تعلیم و تدریس کے ذریعے علما و صلحا کی ایک ایسی کھیپ تیار کی جس نے اشاعت دین اور اصلاح عامہ کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ زیر نظر مضمون انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کے وسطی و شمالی پنجاب کی دینی تعلیمی روایت میں علما کے حصہ اور ان کے چند نامور تلامذہ کے تعارف پر مبنی ہے تاکہ اس عدم توجہ کا مدادہ ہو سکے جو تاریخ میں ان کے ساتھ برتی گئی۔

بگویہ کھلانے کی وجہ تسمیہ

خانوادہ بگویہ کا سلسلہ نسب صحابی رسول حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن ہشام سے ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک فرد محمد ہاشم بن عبداللہ نے سترھویں صدی عیسوی میں برصغیر ہجرت کر کے دریائے جہلم کے دائیں کنارے سکونت اختیار کی۔ گاؤں کا نام بگہ (ضلع جہلم) تھا جس کی نسبت سے ہی اس خاندان کے افراد "بگویہ" کہلاتے ہیں۔ بعد ازاں یہ خاندان بگہ سے بھیرہ منتقل ہو گیا، مگر اس کے افراد اپنے نام کے ساتھ بگویہ ہی لکھتے رہے۔¹ اس خاندان کو زیادہ شہرت دوزرگوں حضرت مولانا حافظ غلام محی الدین بگویہ (م 1273ھ) اور حضرت مولانا مفتی احمد الدین بگویہ (م 1286ھ) سے ملی جنھوں نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م 1762ء) کے قائم کردہ مدرسہ رحیمیہ، دہلی سے تحصیل علم کیا اور پنجاب واپس آ کر لاہور، بگہ اور بھیرہ میں علمی مراکز قائم کیے۔ پنجاب کے نامور علمائے ان سے کسب فیض کیا۔² بقول صاحب حدائق الحنفیہ: پنجاب میں فروغ علم جتنا دو بھائیوں کے ذریعے ہوا کسی دوسرے سے نہیں ہوا۔ پنجاب میں کوئی صاحب علم ان کی شاگردی سے بے بہرہ نہ ہوگا۔³

علمائے بگہ کی لاہور میں تعلیمی و تدریسی سرگرمیاں

علمائے بگہ میں سے مولانا حافظ غلام محی الدین بگویہ، مولانا مفتی احمد الدین بگویہ، مولانا مفتی غلام محمد بگویہ (م 1318ھ/1900ء)، پروفیسر مولانا محمد شفیق بگویہ (م 1357ھ/1938ء) اور مولانا محمد زاہد بگویہ (م 1334ھ/1916ء) نے لاہور کے مختلف دینی تعلیمی اداروں میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ یہ ادارے اپنے دور میں دینی تعلیم کے بنیادی اور بہترین اداروں میں شمار ہوتے تھے۔ ان میں فقیر خاندان کے زیر تولیت بازار حکیمیاں کی لال مسجد کا مدرسہ، مسجد نیلا گنبد کا مدرسہ رحیمیہ، انجمن نعمانیہ کا مدرسہ نعمانیہ اور انجمن حمایت اسلام کا مدرسہ حمیدیہ شامل ہیں۔ مولانا حافظ غلام محی الدین بگویہ نے تحصیل علم کی خاطر تقریباً بارہ برس دہلی میں قیام کیا، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م 1239ھ) بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے سند حدیث حاصل کی اور 1241ھ/1826ء میں واپس بگہ شریف تشریف لائے۔ قیام دہلی کے دوران والد ماجد کا انتقال ہو چکا تھا، چنانچہ آپ ان کی جگہ مسند درس و ارشاد پر متمکن ہوئے۔ آپ کی علمی و جاہت اور علم حدیث میں مہارت کی وجہ سے دور دور سے طلباء حاضر ہونے لگے۔ آپ کی شہرت نے سارے پنجاب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ بگہ شریف کا چھوٹا سا گاؤں اس قدر وسیع دائرہ عمل کے لیے کافی نہ تھا۔ مہاراجہ

¹ مولانا ظہور احمد بگویہ، ہذکرہ مشائخ بگویہ، مضمون: تذکار بگویہ از صاحبزادہ انوار احمد بگویہ (بھیرہ: مجلس حزب الانصار، س۔ن)، 4: 521-530۔

² سید محمد حسین بدایونی، ہذکرہ علما ہندوستان (1897ء)، تحقیق: ڈاکٹر خوشتر نورانی (لاہور: دارالانعمان پبلشرز، 2018ء)، 91-92، 294۔

³ مولوی فقیر محمد جملی، حدائق الحنفیہ، ترتیب و حواشی: خورشید احمد خان (لاہور: مکتبہ حسن سہیل، س۔ن)، 504۔

رنجیت سنگھ کے وزیر فقیر عزیز الدین بگ شریف میں حاضر ہوئے اور لاہور سکونت اختیار کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے فقیر عزیز الدین مرحوم کی مخلصانہ درخواست کو قبول کیا اور بگ شریف کی مسند اپنے چھوٹے بھائی مولانا احمد الدین بگویہ کے حوالے کر کے لاہور تشریف لے گئے۔ لاہور میں بازار حکیمان کی لال مسجد جو کہ فقیر خاندان کے زیر تولیت تھی، میں بیس سال تک علم حدیث کا درس دیا۔ فقیر عزیز الدین نے فقیر خانہ تعمیر کروایا جس میں طلباء کی رہائش و دیگر ضروریات کا عمدہ انتظام کیا۔ سینکڑوں علماء و طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا۔⁴ پنجاب کے علماء کو علم حدیث سے زیادہ رغبت نہ تھی، ان کا رجحان فقہ اور تصوف کی طرف زیادہ تھا۔ سب سے پہلے آپ نے پنجاب میں علم حدیث کی اشاعت کی۔ آپ کے حلقہ درس میں کابل، پنجاب، بنگال، دہلی، راجپوتانہ، سندھ، عرب کے سیکڑوں طلبہ موجود رہتے تھے۔ پنجاب میں علم حدیث کی اشاعت جس قدر آپ اور آپ کے بھائی مولانا احمد الدین بگویہ کے ذریعے ہوئی کسی دوسرے سے نہیں ہوئی۔⁵ پیر زادہ علامہ اقبال احمد فاروقی کے مطابق مولانا کی درس گاہ علم حدیث کی تدریس کا بہت بڑا ادارہ تھا۔ پنجاب کی شاید ہی کوئی علمی درس گاہ ہو جس میں اس مکتب حدیث کا فارغ عالم دین نہ پڑھا رہا ہو۔⁶ آپ کے تلامذہ نے ملک کے طول و عرض میں پھیل کر مسلمانوں میں بیداری پیدا کی۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں مولانا نور الدین نقشبندی (چکوڑی شریف)، مولانا غلام رسول قلعوی (قلعہ میاں سنگھ)، مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا حکیم تاج محمود مہاروی، مولانا غلام العلی قصوری، مولانا شمس الدین وزیر آبادی، مولانا زین العابدین چنیوٹی، مولانا شاہ محمد فیروز پوری، مولانا حافظ ولی اللہ لاہوری، مولانا نور احمد نقشبندی چنیوٹی، مولانا غلام محمد بگویہ اور مولانا عبدالعزیز بگویہ شامل ہیں۔⁷

مولانا غلام محی الدین بگویہ کے برادر اصغر مولانا مفتی احمد الدین بگویہ نے بھی دہلی میں اپنے بھائی کے ہمراہ شاہ محمد اسحاق دہلوی (م 1262ھ) سے علم حدیث پڑھا اور سند حدیث حاصل کی۔ صاحب نہیہ الخواطر کے مطابق:

الشیخ الفاضل احمد الدین بن نور حیات بن محمد سفارش الحنفی البگوی احد العلماء المبرزين في

الفقه والحديث . . . ثم اسند الحديث عن الشيخ اسحاق بن افضل الدهلوی سبط الشيخ

عبدالعزيز (الدهلوی)۔⁸

دہلی سے فارغ التحصیل ہو کر آپ نے اپنے برادر اکبر کے ہمراہ پنجاب میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ 1852ء میں آپ لاہور میں نیلا گنبد کے ساتھ ملحقہ مسجد میں امام و خطیب مقرر ہوئے۔ مسجد کا اہتمام و انصرام شہر کے مشہور تاجر میاں رحیم بخش سوداگر اور

⁴ نور احمد چشتی، تحقیقات چشتی (لاہور: الفیصل ناشران و ناہران کتب، 2014ء)، 150؛ ظہور احمد بگویہ، تذکرہ مشائخ بگویہ، 526-527؛ اختر راہی،

تذکرہ علمائے پنجاب (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 1981ء)، 2: 504۔

⁵ ظہور احمد بگویہ، تذکرہ مشائخ بگویہ، 527۔

⁶ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی، تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور (لاہور: مکتبہ نبویہ، 1987ء)، 147۔

⁷ ظہور احمد بگویہ، تذکرہ مشائخ بگویہ، 527؛ ڈاکٹر صاحبزادہ انوار احمد بگویہ، تذکرہ بگویہ (بھیرہ: مجلس حزب الانصار، 2007ء)، 1: 77، 3: 749-751۔

⁸ علامہ سید عبدالحی لکھنوی، نہیہ الخواطر و بیہ المسامح والنواظر، (بیروت: دار ابن حزم، 1420ھ)، 909۔

سوداگران دہلی کے ذمہ تھا۔ آپ نے مسجد میں طالبان علوم دینیہ کے لیے درس کا سلسلہ شروع کیا۔ مولانا نور احمد چشتی، مصنف "تحقیقات چشتی" کے مطابق تیس سے چالیس طالب علم اس درس میں پڑھتے تھے۔⁹ انگریز کی عملداری میں بادشاہی مسجد لاہور کی بحالی کے بعد آپ اس کے پہلے امام و خطیب مقرر ہوئے۔ اس دوران فتاویٰ اور دینی امور میں راہنمائی کے لیے ملک بھر کے علماء و طلبہ آپ سے رجوع کرتے۔ آپ اپنے طلبہ کے لیے بے حد شفیق اور مہربان تھے۔ چونکہ خود فاضل اور مستند حکیم تھے، اس لیے طلبہ کے علاج معالجے پر خود توجہ دیتے تھے۔¹⁰ آپ کے تلامذہ میں مولانا غلام رسول قلعوی (قلعہ میہاں سنگھ)، مولانا نور الدین نقشبندی (چکوڑی شریف)، مولانا زین العابدین چنیوٹی، مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا کرم الہی بھیروی، حکیم مولوی تاج محمود ہزاروی، مولانا سلطان محمود کٹھیاہ شیخاں)، حکیم مولوی اللہ دین شیخ پوری، مولانا حافظ ولی اللہ لاہوری، مولانا غلام العلی قصوری، حکیم مولوی فضل احمد، حکیم میاں شیخ احمد (راول پنڈی)، مولانا محمد بخش جلال پوری، مولانا شمس الدین وزیر آبادی، مولانا شاہ محمد فیروز پوری، مولانا نور احمد چنیوٹی، مولانا غلام محمد بگوی، مولانا عبدالعزیز بگوی، حکیم نور الدین (پہلا قادیانی خلیفہ) وغیرہ شامل ہیں۔¹¹

آپ کے تدریسی معمولات کچھ اس طرح تھے کہ بعد نماز فجر تفسیر و حدیث کا درس ہوتا تھا۔ یہ سلسلہ دوپہر تک جاری رہتا۔ دوپہر کو آپ قیلولہ کرتے۔ نماز ظہر مثل اول میں ادا کرنے کے بعد درس و تدریس کا کام دوبارہ شروع ہو جاتا اور نماز عصر تک جاری رہتا۔ نماز عصر کے بعد سیر و تفریح کے لیے گاؤں یا شہر سے باہر تشریف لے جاتے۔ طلبہ کتابیں لیے ہمراہ ہوتے اور یوں درسی گفت گو کا سلسلہ جاری رہتا۔ سردیوں میں نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد بھی نماز عشا تک تعلیم و تعلم کا کام جاری رہتا۔¹²

مولانا مفتی غلام محمد بگوی، مولانا حافظ غلام محی الدین بگوی کے فرزند اکبر تھے۔ آپ اپنے بیچا جان مولانا مفتی احمد الدین بگوی (خطیب و امام بادشاہی مسجد لاہور) کی وفات کے بعد 1869ء میں بادشاہی مسجد لاہور کے امام و خطیب مقرر ہوئے اور اپنی وفات 1900ء تک متواتر تیس سال فرائض سرانجام دیتے رہے۔¹³ کنہیا لال "ہارتیخ لاہور" میں علماء و فضلا کے ذکر کے تحت لکھتے ہیں: "چوتھا خاندان مولوی بگے والے کا ہے۔ یہ خاندان بھی سکھی عہد میں درس پڑھاتا تھا۔ اب بھی مولوی غلام محمد بادشاہی عالمگیری مسجد کا امام ہے۔" بادشاہی مسجد لاہور میں بحیثیت امام و خطیب تفریح کے دوران آپ انجمن اسلامیہ لاہور اور انجمن نعمانیہ لاہور کی تعلیمی و تدریسی سرگرمیوں میں شریک رہے۔ آپ انجمن اسلامیہ لاہور کے اعزازی رکن تھے، جب کہ انجمن نعمانیہ کے صدر اول

⁹ نور احمد چشتی، تحقیقات چشتی، 906-908۔

¹⁰ جملی، حدائق الحنفیہ، 504؛ فاروقی، تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، 152۔

¹¹ محمد نذیر رانجھا، تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت پنجاب، (لاہور: دارالکتب، 2009ء)، 1: 57-58؛ ظہور احمد بگوی، تذکرہ مشائخ بگویہ، 534؛

انوار احمد بگوی، تذکار بگویہ، 3: 749-751۔

¹² ظہور احمد بگوی، تذکرہ مشائخ بگویہ، 533-534۔

¹³ فاروقی، تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، 219؛ ظہور احمد بگوی، تذکرہ مشائخ بگویہ، 540۔

¹⁴ کنہیا لال، ہارتیخ لاہور، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 1990ء)، 54۔

رہے۔ انجمن نعمانیہ کے زیر اہتمام مدرسہ نعمانیہ میں طویل عرصہ تک بطور مدرس اور صدر مدرس خدمات سر انجام دیتے رہے۔ اس دوران کثیر علماء طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا جن میں مولانا محمد عالم آسی امرت سری، مولانا نبی بخش حلوانی، مولانا محمد ذاکر بگوی، مولانا پروفیسر محمد شفیق بگوی (سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور)، مولانا احمد الدین حنفی لاہوری اور مولانا غلام حسین سیالکوٹی شامل ہیں۔¹⁵ پروفیسر مولانا محمد شفیق بگوی حضرت مولانا غلام محمد بگوی کے فرزند تھے۔ آپ ایک روشن خیال عالم اور بیدار مغز معلم تھے۔ اعلیٰ دینی تعلیم کے ساتھ علوم مروجہ اور انگریزی میں بھی دسترس رکھتے تھے۔ 1900ء میں والد ماجد کے انتقال پر بادشاہی مسجد لاہور کا انتظام و انصرام کرنے والی انجمن اسلامیہ لاہور نے آپ کو بادشاہی مسجد لاہور کا امام و خطیب مقرر کیا۔ یوں انگریزی کی عملداری میں بادشاہی مسجد کی بحالی کے بعد آپ تیسرے بگوی عالم تھے، جو اس منصب پر فائز ہوئے۔ سرکاری جیلوں میں مسلمان قیدی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ حکومت پنجاب نے محسوس کیا کہ ان مجرموں کی اصلاح اور اخلاقی تربیت کے لیے کسی مقتدر عالم دین کا وعظ و نصیحت اچھے اثرات پیدا کرے گا۔ چنانچہ حکومت کی فرمائش پر آپ سینٹرل جیل لاہور جایا کرتے تھے اور وہاں پر مجسوس اور ملزموں کو پند و نصیحت کرتے تھے۔ آپ کی تبلیغی کوششوں کا خاطر خواہ اثر ہوا اور بہت سارے جرائم پیشہ لوگ اصلاح پذیر اور توبہ تائب ہوئے۔ اسی طرح چیفس کالج جو اب ایچی سن کالج لاہور کہلاتا ہے، آپ وہاں مسلمان طلبہ کو عربی و دینیات کی تعلیم دیتے تھے۔¹⁶

مولانا محمد ذاکر بگوی، حضرت مولانا عبدالعزیز بگوی کے چار نامور بیٹوں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ کے اساتذہ کرام میں والد ماجد و چچا محترم حضرت مولانا غلام محمد بگوی کے علاوہ شمس العلماء علامہ عبداللہ ٹوکنی اور علامہ فیض الحسن سہارن پوری شامل ہیں۔ 1904ء میں خواجہ محمد دین ثانی سیالوی سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت ہوئے اور خلعت خلافت حاصل کی۔¹⁷ تعلیم سے فراغت کے بعد بھیرہ شریف میں اپنے والد ماجد کے مدرسہ میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ دو سال تک یہ سلسلہ جاری رہا اور طلبہ آپ سے منطق، فلسفہ، تفسیر، حدیث اور فقہ میں استفادہ کرتے رہے۔ بعد ازاں انجمن حمایت اسلام لاہور کے قائم کردہ مدرسہ حمیدیہ میں صدر مدرس مقرر ہوئے اور ساہا سال تک مولوی فاضل کے طلبہ کو پڑھاتے رہے۔ آپ نہایت قابل اور محنتی مدرس تھے۔ جلد ہی شہرت تدریس دور دور تک پھیل گئی اور طالبان علم جوق در جوق حاضر ہونے لگے۔ آپ سے کثیر تعداد میں طالبان علم نے استفادہ کیا۔ چند نامور تلامذہ اور متوسلین کے نام یہ ہیں: مولانا محمد بخش مسلم، لاہور، مولانا محمد عالم آسی امرت سری، مولانا نبی بخش حلوانی (مصنف تفسیر نبوی، 15 جلدیں، زبان پنجابی)، مولانا غلام مرشد (سابق خطیب بادشاہی مسجد، لاہور)، صاحبزادہ محمد عبداللہ سیالوی بن خواجہ محمد دین ثانی

¹⁵ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، صد سالہ تاریخ انجمن نعمانیہ لاہور (لاہور: انجمن نعمانیہ، 2012ء)، 20؛ انوار احمد بگوی، علماء و مشائخ بگویہ (اجمالی تذکرہ)، مشمولہ: ماہنامہ شمس الاسلام، مدیر: صاحبزادہ ابرار احمد بگوی (بھیرہ: مجلس حزب الانصار، اپریل 1983ء)، شمارہ: 3، ج: 57، ص: 8؛ فاروقی، تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، 220۔

¹⁶ اختر راہی، تذکرہ علمائے پنجاب، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، 1981ء)، 2: 689؛ انوار احمد بگوی، تذکرہ بگویہ، 1: 207-209۔

¹⁷ علامہ عبدالکحیم شرف قادری، تذکرہ اکابر اہل سنت (لاہور: مکتبہ قادریہ، 1976ء)، 1: 468؛ حاجی محمد مرید احمد چشتی، نوزالمتقال فی خلفائے پیر سیال (کراچی: انجمن قمر الاسلام سلیمانہ، 2010ء)، 2: 217-225؛ اختر راہی، تذکرہ علمائے پنجاب، 2: 665۔

سیالوی، میاں احمد علی (سجادہ نشین حضرت شاہ گدا، لاہور)، مولانا مرزا محمد نذیر عرشی (مصنف تحفہ سعدیہ، مفتاح العلوم شرح مشنوی مولانا روم، 20 جلدیں وغیرہ)، مولانا غلام دستگیر خان بیخود جالندھری (مصنف برکات سیال، محبوب سیال، محشرستان خیال وغیرہ)، مولانا مفتی عبدالعزیز مزنگوی، لاہور، مولانا نور محمد لاہوری، مولانا حکیم غلام احمد میانوی (میانی، ضلع سرگودھا)، مولانا محمد سعید زین پوری (مصنف جذبات سعید)، پروفیسر مولوی حسن الدین (اورینٹل کالج، لاہور)، محرم علی چشتی ایڈووکیٹ (مدیر "رفیق ہند" لاہور)، میاں امیر الدین (صدر انجمن حمایت اسلام، لاہور)، مولانا صلاح الدین احمد (سابق مدیر "ادبی دنیا" لاہور)، پروفیسر خواجہ دل محمد (سابق پرنسپل، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، لاہور)، جناب عبدالقادر (سابق گورنر سٹیٹ بینک آف پاکستان)، ڈاکٹر غلام محی الدین (سابق رجسٹرار، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)، ڈاکٹر فیروز الدین (لدھیانہ، پنجاب)، خلیفہ عمر دین (ڈائریکٹر محکمہ تعلیم، لاہور)، حکیم مولوی سلطان حبیب قادری (پنڈداد نخان)، مفتی محمد زین العابدین (پاکستان ریلوے، لاہور)، مولوی شیخ عبدالحق جالندھری (اوکاڑہ)، مولانا محمد یحییٰ بگویہ (بھیرہ)، مولانا محمد نصیر الدین بگویہ (بھیرہ)، مولانا ظہور احمد بگویہ (بھیرہ) وغیرہ۔¹⁸

علمائے بگہ میں سے مولانا حافظ غلام محی الدین بگویہ (م 1273ھ)، مولانا مفتی احمد الدین بگویہ (م 1286ھ)، مولانا مفتی غلام محمد بگویہ (م 1318ھ/1900ء)، مولانا محمد شفیق (م 1357ھ/1938ء) اور مولانا محمد ذاکر بگویہ (م 1334ھ/1916ء) نے لاہور کے مختلف دینی تعلیمی اداروں میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ یہ ادارے اپنے دور میں دینی تعلیم کے بنیادی اور بہترین اداروں میں شمار ہوتے تھے۔ ان میں بازار حکیمماں کی لال مسجد کلمدرسہ، مسجد نیلا گنبد کلمدرسہ رحیمیہ، انجمن نعمانیہ کلمدرسہ نعمانیہ اور انجمن حمایت اسلام کلمدرسہ حمیدیہ شامل ہیں۔ ان اداروں میں پنجاب کے معروف علماء کرام نے علمائے بگہ سے کسب فیض کیا۔

بھیرہ و دیگر علاقوں میں تعلیمی خدمات

1860ء میں مولانا احمد الدین بگویہ لاہور سے بھیرہ شریف تشریف لے گئے اور شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ ایک تاریخی مسجد کی بحالی میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ مسجد کی بحالی کے بعد آپ نے وہاں باقاعدہ درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور آج تک یہی مسجد "شیر شاہی بگویہ" خاندان بگویہ کے وعظ و ارشاد اور درس و تدریس کا مرکز چلی آرہی ہے۔¹⁹ مولانا عبدالعزیز بگویہ حضرت مولانا حافظ غلام محی الدین بگویہ کے چھوٹے بیٹے تھے۔ آپ حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی، بانی خانقاہ چشتیہ سیال شریف کے شاگرد اور خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کے عم مکرم حضرت مولانا احمد الدین بگویہ نے آپ کو اپنی زندگی میں ہی جامع مسجد شیر شاہی بھیرہ میں اپنا قائم مقام قرار دے دیا تھا اور اپنی مسند پر بٹھا کر درس و تدریس کا حکم دیا۔ چچا جان کے انتقال کے بعد آپ نے بھیرہ میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور درس و تدریس کو باقاعدہ مدرسہ کی شکل دی۔ آپ کے زیر نگرانی دارالعلوم جامع مسجد بھیرہ میں حضرت مولانا غلام قادر بھیروی اور حضرت مولانا غلام رسول چاوی جیسے بے نظیر علمائے دین بطور مدرس خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ہزاروں طالبانِ علوم دینیہ اس عظیم

¹⁸ اختر راہی، تذکرہ علمائے پنجاب، 2: 665؛ شرف قادری، تذکرہ اکابر اہل سنت، 1: 468؛ مرید احمد چشتی، فوز المقال فی خلفائے پیر

سیال، 2: 230-232؛ انوار احمد بگویہ، تذکار بگویہ، 1: 293؛ 3: 749-753۔

¹⁹ رانجھا، تذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت پنجاب، 1: 55۔

الشان درس گاہ سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے تمام عمر بھیرہ میں اپنے سلسلہ درس کو جاری رکھا۔²⁰ مولانا محمد یحییٰ بگویہ حضرت مولانا عبدالعزیز بگویہ کے دوسرے بیٹے تھے۔ آپ مدرسہ حمیدیہ لاہور سے فارغ التحصیل تھے اور 1900ء میں جامعہ پنجاب لاہور سے اعلیٰ درجہ میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے فراغت کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول پسرور میں عربی اور دینیات کے مدرس تعینات ہوئے، لیکن جلد ہی سروس کو خیر باد کہہ کر مدرسہ حمیدیہ لاہور میں مدرس مقرر ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد خلیفہ عماد الدین مرحوم نے اسلامیہ ہائی سکول شیراں والا گیٹ میں بطور مدرس تقرری کر دی۔ دسمبر 1906ء تک یہیں پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد آپ کی تقرری گورنمنٹ ہائی سکول منگمری (ساہیوال) ہو گئی۔ 1908ء کے اوائل میں گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ میں تبادلہ کروالیا تاکہ والد گرامی کی خدمت سرانجام دے سکیں۔ 1918ء میں آپ کا تبادلہ گورنمنٹ ہائی سکول سرگودھا ہو گیا۔ 1928ء تک سرگودھا رہے، پھر تبادلہ کے بعد بھیرہ آگئے اور اپنی ریٹائرمنٹ تک یہیں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ چونکہ آپ کے برادر اکبر مولانا محمد ذاکر بگویہ (صدر مدرس مدرسہ حمیدیہ) لاہور میں قیام پذیر تھے، اس لیے انھوں نے آپ کو والد ماجد کا جانشین اور جامع مسجد شیرشاہی بھیرہ کا متولی مقرر کر دیا۔ آپ کے زیر اہتمام مدرسہ جامع مسجد بھیرہ میں سیکڑوں طلبہ نے درس نظامی کی تکمیل کی۔²¹ مولانا محمد نصیر الدین بگویہ حضرت مولانا عبدالعزیز بگویہ کے تیسرے بیٹے تھے۔ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف اور مدرسہ حمیدیہ لاہور سے تعلیم حاصل کی اور جامعہ پنجاب لاہور سے مولوی فاضل کا امتحان نہایت اعلیٰ درجہ میں پاس کیا 1338ھ میں فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے اور وہاں صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث کی سند مولانا شاہ بدر الدین سے حاصل کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد محکمہ تعلیم میں ملازمت اختیار کر لی اور فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مختلف اسکولوں میں تعینات رہے۔ اس عرصہ میں آپ جہاں بھی تعینات رہے وہاں کے مسلمانوں میں دینی حمیت اور مذہبی بیداری پیدا کی۔ بہترین واعظ، مبلغ اور مدرس تھے۔ سمندری میں آپ نے مسلمانوں کی تبلیغ و اصلاح کے لیے انجمن اسلامیہ قائم کی جس کے تحت دینی مدارس قائم کیے جاتے تھے اور مذہبی جلسوں کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ انجمن اسلامیہ سمندری کے زیر اہتمام مدرسہ نعمانیہ سے سیکڑوں طلبہ نے دینی تعلیم حاصل کی۔²² یوں ضلع فیصل آباد آپ کی تبلیغی و تعلیمی اور روحانی و اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز رہا۔ ویران مساجد آباد ہوئیں، ہزار ہا افراد آپ کی توجہ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور کئی ایک نے اپنی زندگی کی اصلاح پائی۔²³ آپ کے معمولات زندگی کچھ یوں تھے کہ طلوع فجر سے قبل بیدار ہوتے اور نماز تہجد و ذکر اذکار کا اہتمام کرتے۔ اس کے بعد کتب حدیث و تفسیر کا مطالعہ کرتے۔ بعد نماز فجر قرآن مجید کا درس دیا کرتے تھے۔ قرآن مجید کی آیات کے مطالب و معانی اور دقائق و اسرار اس خوبی اور شرح و بسط کے

²⁰ حاجی محمد مرید احمد چشتی، فوزالغالب فی خلفائے پیر سیال (لاہور: ادارہ تعلیمات اسلاف، 1997ء)، 1: 77-80؛ ظہور احمد بگویہ، تذکرہ مشائخ بگویہ، 545۔

²¹ انوار احمد بگویہ، تذکرہ بگویہ، 1: 325-326؛ حاجی محمد مرید احمد چشتی، فوزالغالب فی خلفائے پیر سیال (دینہ: بزم شیخ الاسلام، 2005ء)، 3: 772-773۔

²² اختر راہی، تذکرہ علمائے پنجاب، 2: 774؛ ظہور احمد بگویہ، تذکرہ مشائخ بگویہ، 560؛ انوار احمد بگویہ، علماء و مشائخ بگویہ (اجمالی تذکرہ)، مضمون: شمس

الاسلام، اپریل 1983ء، 522-523۔

²³ محمد نذیر راجھا، تاریخ و تذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، (لاہور: جمعیت پہلی کیشنر، 2003ء)، 167۔

ساتھ بیان کرتے کہ سامعین کو کامل تسلی ہو جاتی۔ آپ نے ٹوبہ ٹیک سنگھ، لائل پور، جڑانوالہ اور سمندری کے لوگوں میں قرآن مجید کے مطالعہ کا شوق پیدا کیا۔ ابتدا میں آپ کی ناراضی کے ڈر سے لوگوں کو درس میں بیٹھنا پڑتا تھا۔ چند دنوں کے بعد ان لوگوں کو قرآن مجید کے اسرار و معانی کی حلاوت آپ کے درس میں کھینچ لاتی تھی۔ قرآن مجید کے درس کے بعد آپ طالبانِ علوم دینیہ کو فقہ و حدیث وغیرہ علوم کی تعلیم دیتے تھے۔ بعد ازاں ہائی سکول تشریف لے جاتے۔ سکول سے فارغ ہو کر نمازِ ظہر کے بعد حدیث شریف کا درس ہوتا تھا۔ بعد ازاں طلبہ کو متفرق اسباق پڑھایا کرتے تھے۔ رخصتوں کے ایام میں اکثر دیہاتی علاقوں میں بغرض تبلیغ تشریف لے جاتے۔ اپنی عمر کے آخری سالوں میں آپ نے دیہاتوں میں روزانہ دورہ کرنے کا معمول بنالیا تھا۔ علاقہ سمندری میں سکھوں کا زور تھا اس لیے دیہات میں اسلامی بیداری نہ تھی۔ نمازِ ظہر کے بعد گھر سے کھانا کھا کر گھوڑے پر سوار ہو جاتے اور نمازِ عشاء کے بعد واپس ہوتی۔ بعض اوقات آپ کا یہ تبلیغی سفر تیس میل سے بھی زیادہ ہو جاتا۔ کھانا ہمیشہ گھر واپس آ کر کھاتے تاکہ کسی پر بوجھ نہ بنیں۔ فرمایا کرتے تھے: میں نے ملازمت کو تبلیغ کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ملازمت کی وجہ سے فکر معاش سے آزاد ہوں اور لوگوں کے جو دو عطا سے بے نیاز ہو کر شب و روز خدمت دینی میں مستغرق ہوں۔ ایک علاقہ کے لوگوں کی جب اصلاح ہو جاتی ہے تو خداوند کریم کے حکم سے میرا تبادلہ کسی دوسری جگہ ہو جاتا ہے۔ دراصل خداوند کریم مجھ سے ہر جگہ کام لینا چاہتے ہیں۔ اب تمام ضلع کا دورہ کر چکا ہوں اس لیے سمندری میں زیادہ قیام کرنے کا موقع ملا ہے۔²⁴

مولانا ظہور احمد بگویہ حضرت مولانا عبدالعزیز بگویہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ میٹرک تک سکول کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف حاضر ہوئے اور وہاں علامتہ الہند مولانا معین الدین اجمیری سے تکمیلِ علوم دینیہ کی۔ علامہ اجمیری ان دنوں وہاں مدرس اعلیٰ کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ دین کی ترویج و اشاعت اور مسلمانوں کی تعلیم و اصلاح مولانا ظہور احمد بگویہ کی زندگی کا اولین مقصد تھا۔ چنانچہ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لیے 21 جمادی الاول 1348ھ/5 نومبر 1929ء کو آپ نے چند دردمند احباب کے ساتھ مل کر جامع مسجد شیر شاہی، بھیرہ میں "کل ہند مجلس مرکزیہ حزب الانصار" کی بنیاد رکھی اور پنجاب کے مختلف علاقوں میں اس تنظیم کی شاخیں قائم کیں۔ ان شاخوں کے تحت شعبہ حفظ و ناظرہ اور درسِ نظامی کی تدریس کے لیے پورے علاقہ میں مدارس قائم کیے۔²⁵ حزب الانصار کے تاسیسی مقاصد میں ایک علوم دینیہ کی تعلیم و اشاعت بھی تھا۔ چنانچہ آپ نے تشکیلِ جماعت کے بعد سب سے پہلے جامع مسجد بھیرہ میں اپنے اسلاف کے قائم کردہ دارالعلوم کی تجدید، توسیع اور ترقی کے لیے ضروری اقدامات کیے۔ بھیرہ کا یہ مدرسہ پہلے مختلف ناموں سے پکارا اور پہچانا جاتا تھا، آپ نے اس کا باقاعدہ اور سرکاری نام اپنے والد گرامی حضرت مولانا عبدالعزیز بگویہ کی نسبت سے دارالعلوم عزیز یہ رکھا۔ اسے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اس میں قابلِ قدر تعلیمی، نصابی اور عمارتی اضافے کیے۔ مجلس حزب الانصار کے تعاون سے دارالعلوم کے نظام میں جامعیت اور وسعت پیدا کی۔ متعدد مقامات پر دارالعلوم کی شاخیں قائم کی گئیں۔ علوم و فنون کی تدریس کے لیے وقت کے مایہ ناز اہل علم اور مشہور اساتذہ کی

²⁴ ظہور احمد بگویہ، ہذکرہ مشائخ بگویہ، 562-563۔

²⁵ مرید احمد چشتی، فوزالمقال فی خلفائے پیرسیال، 3: 778-784؛ رانجھا، ہذکرہ علمائے اہل سنت و جماعت پنجاب، 1: 205-208۔

خدمات حاصل کیں۔ طلبہ کی تعلیم و تربیت کے لیے شاندار کتب خانہ، دارالمطالعہ اور اعلیٰ ماحول فراہم کیا۔ آپ کے دور میں اس ادارے نے پنجاب کے دینی و علمی اداروں میں قابل قدر مقام حاصل کیا۔²⁶ مولانا عبدالحمید کٹھیا لوی، مولانا محمد دین بدھوی، علامہ رحمت اللہ ارشد (سابق قائد حزب اختلاف، پنجاب اسمبلی)، مولانا فتح محمد، مولانا غلام اللہ خان (مصنف تفسیر جواہر القرآن)، مولانا محمد قاسم بالا کوٹی، مولانا عبدالرحمن میانوی، مولانا خواجہ خان محمد (سجادہ نشین خانقاہ کنڈیاں شریف)، مولانا افتخار احمد بگویہ، مولانا غلام یسین (فاضل جامعہ امینیہ دہلی)، مولانا اسکندر علی ہزاروی، مولانا محمد حسین شوق پیلانوی، مولانا محمد عظیم ندوی، مولانا مفتی سید سیاح الدین کاکاخیل، شیخ الحدیث مولانا خاندان بخش دہلوی، مولانا شاہ غلام محی الدین سلطان پوری، مولانا محمد ذاکر شاہ، مولانا سید حسین الدین شاہ سلطان پوری، مولانا فضل کریم گوندل، مولانا عزیز الرحمن، مولانا سید محمد شفیع اللہ، مولانا غریب اللہ (صوابی) اور مولانا محمد اسلم رضوی جیسے قابل مدرسین دارالعلوم کے ساتھ منسلک رہے۔ دارالعلوم کے نامور تلامذہ میں مولانا خواجہ خان محمد (سجادہ نشین خانقاہ کنڈیاں شریف)، مولانا افتخار احمد بگویہ، مولانا حکیم برکات احمد بگویہ، مولانا محمد رمضان علوی، مولانا عبدالمنان دہلوی، مولانا حافظ منظور احمد لاکل پوری، مولانا قاضی مظہر حسین (خلیفہ مولانا سید حسین احمد مدنی)، مولانا پیر سید محمد شاہ نقشبندی، مولانا پیر سید شمس الامیر گیلانی، مولانا سید حسین الدین شاہ سلطان پوری، مولانا غلام دستگیر جملی، مولانا محمد عظیم بدر، مولانا حسن المرتضیٰ خاور، مولانا حافظ محمد اسلم رضوی، مولانا محمد ذاکر شاہ، شیخ الحدیث مولانا سید حسن الدین ہاشمی (دارالعلوم حزب الاحناف لاہور)، مولانا حافظ سعید الرحمن علوی، مولانا عزیز الرحمن خورشید، مولانا غلام حیلانی ہزاروی، مولانا محمد شعاع الدین جملی اور مولانا حکیم برکات احمد بگویہ شامل ہیں۔²⁷ دارالعلوم عزیز یہ کے مختلف ادوار، نظام تعلیم، نصاب تعلیم اور معروف اساتذہ و طلباء کے بارے میں تفصیلی گفت گو الگ بحث کی متقاضی ہے۔

علمائے بگے کے چند نام ورتلامذہ

ذیل میں علمائے بگے کے چند نامور تلامذہ کا تعارف پیش خدمت ہے:

مولانا حافظ محمد نور الدین فاروقی نقشبندی (چکواڑی شریف)

آپ حضرت مولانا غلام رسول فاروقی کے گھر ٹھیکریاں شریف (گجرات) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی اور نو برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اعلیٰ دینی علوم کی تحصیل کے لیے لاہور تشریف لے گئے اور مدرسہ بازار حکیمیاں میں مولانا غلام محی الدین بگویہ اور مولانا احمد الدین بگویہ سے علوم دینیہ کی تحصیل کی۔ یہاں سے فارغ ہو کر دہلی کا رخ کیا اور وہاں پر علامہ مفتی صدر الدین آزرہ سے تکمیل علوم کی۔ وہاں سے دستارِ فضیلت حاصل کر کے واپس پنجاب تشریف لائے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے معروف روحانی پیشوا خواجہ غلام محی الدین دائم الحضور قسوری سے سلوک کی منازل طے کیں اور خلافت سے بہرہ مند ہوئے۔ عقیدت

²⁶ انوار احمد بگویہ، تذکار بگویہ، 1: 761-762؛ 2: 162۔

²⁷ ماہنامہ شمس الاسلام، مدیر: صاحبزادہ ابرار احمد بگویہ، (بھیرہ: مجلس حزب الانصار، اپریل 1983ء)، شمارہ: 3، ج: 57، ص: 57-58؛ انوار احمد بگویہ

مندوں کے اصرار پر چکوڑی شریف تشریف لائے اور اسی گاؤں کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنا لیا۔ یہاں آکر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جو بہت جلد ایک عظیم درس گاہ کی شکل اختیار کر گیا۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں شمس العلماء پروفیسر علامہ عبدالحکیم کلانوری، مولانا شیخ محمد عبداللہ آف چک عمر اور آپ کے صاحبزادہ خواجہ محمد امین (چکوڑی شریف) شامل ہیں۔ 1302ھ میں وفات پائی اور چکوڑی شریف (گجرات) میں مدفون ہیں۔²⁸

مولانا غلام رسول قلعوی (قلعہ میاں سنگھ)

آپ 1228ھ/1813ء میں کوٹ بھونی داس، ضلع گوجرانوالہ میں مولانا رحیم بخش کے گھر پیدا ہوئے۔ پہلے بازار حکیمان کی لال مسجد (اندرون بھائی گیٹ، لاہور) میں مولانا غلام محی الدین بگوی سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد بگ شریف (ضلع جہلم) حاضر ہوئے اور مولانا غلام محی الدین بگوی کے برادر اصغر مولانا احمد الدین بگوی سے تمام باقی ماندہ مروجہ درسی کتب پڑھیں۔ لاہور اور بگ شریف میں آپ نے محدث بگوی برادران سے تقریباً آٹھ سال تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں دہلی میں مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی سے علم حدیث پڑھا۔ تکمیل علوم کے بعد آپ اپنے خاندان کے ساتھ قلعہ میاں سنگھ (گوجرانوالہ) میں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ نے حضرت اخوند سید امیر (صوابی) جو کہ سید احمد ریلوی شہید کے فیض یافتہ تھے، سے بیعت کی۔ آپ 1872ء میں حج بیت اللہ کے لیے گئے تو مدینہ منورہ میں شاہ عبدالغنی مجددی بن شاہ ابوسعید مجددی دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سند حدیث حاصل کی۔ حضرت شاہ عبدالغنی حضرت مجدد الف ثانی کے اخطاف میں سے تھے۔ مولانا غلام رسول نہایت خوش الحان واعظ و مبلغ تھے۔ آپ کے مواعظ حسنہ سے ہزاروں مسلمانوں کی اصلاح ہوئی اور سیکڑوں غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ نے 15 محرم الحرام 1291ھ/4 مارچ 1874ء میں وفات پائی۔²⁹

مولانا نور احمد نقشبندی چنیوٹی

آپ اپنے عہد کے نامور عالم، جنگ آزادی کے مجاہد اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ 1220ھ میں موضع موسیٰ چوہیاں، تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ سات برس کی عمر میں اپنے والد محترم مولانا گل احمد سے قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر اپنے جد حضرت مولانا فضل الدین سے علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کیے۔ پانچ برس تک حضرت مولانا غلام محی الدین بگوی سے حدیث، فقہ اور تفسیر کی تحصیل کی۔ علامہ بگوی سے دستار فضیلت حاصل کرنے کے بعد حضرت سید امام علی شاہ نقشبندی، مکان شریف ضلع گورداس پور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں پانچ سال رہ کر تزکیہ نفس کے لیے ریاضت و مجاہدہ کیا۔ آپ کے مرشد نے آپ کو اپنی خلافت سے نوازا اور تبلیغ اسلام کے لیے چنیوٹ شہر جانے کا حکم دیا۔ کچھ عرصہ چنیوٹ رہ کر آپ مشہور پیشواے طریقت حضرت صوفی اخوند سید امیر اور حضرت سید عبداللہ غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں بزرگوں سے مراتب تصوف طے کیے۔ واپس چنیوٹ آکر محلہ ریختی میں قیام فرمایا اور مسجد لوہاراوالی کو سرچشمہ فیض بنایا۔ اس مسجد میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا جس سے کثیر

²⁸ صاحبزادہ فخر الامین فاروقی، ذکر نور (گجرات: خانقاہ چکوڑی شریف، سن)، 65-108۔

²⁹ محمد اسحاق بھٹی، تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی (گوجرانوالہ: مولانا غلام رسول پبلیشرز سوسائٹی، 2012ء)، 76-478۔

تعداد میں طالبان علم نے استفادہ کیا۔ آپ نے 1857ء کی جنگ آزادی میں بھرپور شرکت کی۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں جن میں مثنوی ناز و نیاز (فارسی)، ساتی نامہ (فارسی)، توحید نامہ (فارسی)، عشق نامہ (فارسی) اور پنج گنج (پنجابی) بہت مشہور ہیں۔ 15 شعبان المعظم 1299ھ روز جمعہ وفات پائی اور قبرستان حافظ دیوان، چنیوٹ میں سپرد خاک ہوئے۔³⁰

مولانا غلام العلی قصوری ثم امرت سری

آپ 1826ء میں قصور میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مخدوم حافظ غلام مرتضیٰ قصوری جو کہ سید وارث شاہ (مصنف ہیر) اور بابا بلھے شاہ کے استاد تھے، کی اولاد میں سے تھے اور مولانا غلام دستگیر قصوری کے ہم زلف تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مولانا حافظ محمد داؤد اور قصور کے دیگر فضلا سے حاصل کی۔ شروع سے ہی آپ کی طبیعت پیری مریدی سے بیزار تھی۔ چنانچہ فیروز پور جا کر مسلمان فوجیوں کی امداد کے فرائض سرانجام دینے پر مامور ہو گئے۔ فوج کی ملازمت اختیار کیے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ آپ کو تکمیل علوم دینیہ کا خیال پیدا ہوا۔ ملازمت سے سبکدوش ہو کر لاہور آ گئے اور حضرت مولانا غلام محی الدین بگوی اور حضرت مولانا احمد الدین بگوی سے تکمیل علوم کی۔ آپ کے برادر اکبر مولانا غلام رسول امرت سری میں قاضی اور سرکاری سکول کے اوّل مدرس تھے۔ آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کی وفات کے بعد قاضی شہر مقرر ہوئے۔ بعد ازاں سرکاری ملازمت ترک کر کے درس و تدریس اور خطابت میں مشغول ہو گئے۔ امرت سری میں مدرسہ تائید الاسلام قائم کیا جس میں مولانا ثناء اللہ امرت سری بھی پڑھاتے رہے۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا میر احمد اللہ کاشمیری ثم امرت سری (مولانا ثناء اللہ امرت سری کے استاد)، خواجہ احمد الدین امرت سری، عبید اللہ بسمل امرت سری، مولانا غلام اللہ قصوری (پروفیسر چیفس کالج لاہور و بانی رکن انجمن حمایت اسلام لاہور) اور مولانا ولی اللہ وغیرہ شامل ہیں۔ مشہور تصانیف میں جواب الاستفسار، تحقیق الکلام، رسالہ اثنا عشریہ، تذکرۃ الحق، القول المبین، مسئلہ تحریق قرآن، قصیدہ علیا، ترجمہ عقیدہ حمویہ، بالتسوید فی ترجمہ قول السدید اور تفسیر قرآن (نامکمل) شامل ہیں۔ 16 شعبان المعظم 1306ھ/1889ء میں وفات پائی اور گورستان بلاک سنگھ امرت سری میں دفن ہوئے۔³¹

مولانا حافظ ولی اللہ لاہوری

آپ ریاست جموں و کشمیر میں پیدا ہوئے۔ ریاست کے سکھ مہاراجہ کے مظالم سے تنگ آ کر دوسرے کشمیری مسلمانوں کی طرح آپ کے والدین بھی نقل مکانی پر مجبور ہو گئے اور لاہور آ گئے۔ آپ کی عمر بھی پانچ سال تھی کہ چچک کے موذی مرض میں مبتلا ہوئے اور بصارت زائل ہو گئی۔ مولانا احمد الدین بگوی اور مولانا غلام رسول قلعوی سے کسب علم کیا اور بادشاہی مسجد لاہور میں نائب خطیب مقرر ہوئے۔ آپ کا حافظہ نہایت عمدہ تھا اور نہ صرف قرآن مجید بلکہ انجیل کے بھی حافظ تھے۔ آپ کو ردّ عیسائیت میں کامل عبور حاصل تھا۔ کئی معروف عیسائی پادریوں پادری فورمین (بانی ایف سی کالج لاہور)، پادری فونڈر اور پادری عماد الدین کو مناظرہ میں زیر

³⁰ بلال زبیری، تذکرہ اولیائے جھنگ، (جھنگ: ادبی اکیڈمی، طبع دوم، 1968ء)، 331-338۔

³¹ حکیم محمد موسیٰ امرت سری، مولانا غلام العلی قصوری، مشمولہ: سہ ماہی بصائر، (مرتبہ: ڈاکٹر سید معین الحق)، (کراچی: دائرۃ معین المعارف،

کیا بے پناہ مصروفیات کے باوجود ردّ عیسائیت پر کتابیں لکھیں جن پر آپ کے شاگرد رشید مولانا فقیر محمد جملی (مؤلف حدائق الحنفیہ) نے حواشی لکھے۔ مشہور تصانیف میں مباحثہ دینی، صیانتہ الانسان عن وسوسۃ الشیطان اور ابحاث ضروری شامل ہیں۔ 24 جمادی الاول 1296ھ/1879ء کو وفات پائی اور لاہور میں دفن ہوئے۔³²

مولانا غلام قادر بھیروی

آپ 1265ھ/1849ء میں بھیرہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا غلام محی الدین بگوی اور حضرت مولانا احمد الدین بگوی سے مسجد حکیمان اندرون بھائی دروازہ لاہور میں کسب علم کیا۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے دہلی تشریف لے گئے اور حضرت علامہ مفتی صدر الدین آزرہ، صدر الصدور دہلی سے تکمیل علوم کی۔ اس کے بعد لاہور واپس تشریف لائے اور اندرون بھائی دروازہ اونچی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔ بیگم شاہی مسجد لاہور کی متولیہ مائی جیواں آپ کے علم و فضل سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ اپنی مسجد کا خطیب و متولی مقرر کر دیا۔ آپ سلسلہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی سے بیعت اور اجازت و خلافت سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت مولانا عبدالعزیز بگوی کے دور تولیت میں کچھ عرصہ دارالعلوم جامع مسجد بھیرہ میں تدریس بھی کی۔ بعد ازاں اور سینٹل کالج لاہور میں عربی کے استاد مقرر ہوئے، لیکن جلد ہی استعفیٰ دے دیا۔ اس کے بعد جامعہ نعمانیہ لاہور سے منسلک ہو گئے اور دینی علوم کی تدریس پر تمام توجہ صرف کر دی۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولانا محمد عالم آسی امرت سری، مولانا نبی بخش حلوانی، مولانا غلام احمد حافظ آبادی (سابق صدر مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور) اور حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی (خلیفہ مولانا احمد رضا خان ریلوی) شامل ہیں۔ درجن کے لگ بھگ کتابیں اور رسالے لکھے جن میں اسلام کی گیارہ کتابیں (دینی تعلیم کا نصاب)، حقیقت انوار محمدیہ، نماز ضروری، نماز حضور، شمس الحنفیہ، جوہر ایمانی، شوارق صمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ، شمس الضحیٰ فی مدح خیر الوری وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ 19 ربیع الاول 1327ھ/10 اپریل 1909ء میں وفات پائی اور بیگم شاہی مسجد لاہور میں مدفون ہوئے۔³³

مولانا نبی بخش حلوانی

مفسر قرآن حضرت مولانا نبی بخش حلوانی 1276ھ/1860ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ اپنے وقت کے ممتاز علما سے اکتساب علم کیا جن میں مولانا معوان حسین رام پوری (سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور)، مولانا غلام محمد بگوی (سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور)، مولانا محمد ذاکر بگوی، مولانا عبدالغفار شاہ کشمیری، مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا غلام دستگیر قصوری قابل ذکر ہیں۔ آپ نے معیشت کے لیے مٹھائی بنانے اور دودھ بیچنے کا کاروبار کیا، اس لیے آپ کو حلوانی کہا جاتا ہے۔ حضرت مولانا سید جماعت علی شاہ علی پوری سے بیعت ہو کر مجاز ہوئے۔ مشہور شاگردوں میں مولانا باغ علی نسیم اور پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی شامل ہیں۔ مولانا باغ علی نسیم

³² شرف قادری، تذکرہ اکابر اہل سنت، 1: 567-569؛ پروفیسر محمد اسلم، خفنگانِ خاک لاہور، (لاہور: ادارہ تحقیقات پاکستان، دانش گاہ پنجاب،

³³ شرف قادری، تذکرہ اکابر اہل سنت، 1: 326-330؛ محمد اسلم، خفنگانِ خاک لاہور، 477؛ اختر راہی، تذکرہ علمائے پنجاب، 469-472۔

نے آپ کی یاد میں مکتبہ نبویہ قائم کیا جو کہ دور جدید کے تقاضوں کے مطابق طباعت و اشاعت کی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مشہور تصانیف میں تفسیر نبوی (پنجابی اشعار میں، 15 جلدیں)، شفاء القلوب، الامتياز بين الحق والباطل، جامع الشواهد، سمیل الرشاد فی حق الاستاذ، تحقیق الزمان فی آداب المشائخ والاخوان، قصص المحسنين، انواع نبوی، النار الحامیة لمن ذم المعایبہ وغیرہ شامل ہیں۔ 1365ھ 1945ء میں وفات پائی اور لاہور میں مدفون ہوئے۔³⁴

مولانا محمد عالم آسی امرت سوری

آپ 8 شعبان المعظم 1298ھ میں موضع راگھو سیدن، ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد دارالعلوم نعمانیہ لاہور میں داخل ہوئے اور وہاں مولانا مولانا غلام محمد بگوی (صدر مدرس)، مولانا غلام قادر بھیروی، مولانا غلام احمد، مولانا مفتی عبید اللہ ٹوکی اور مولانا ابوالفیض محمد حسین فیضی سے مختلف علوم و فنون کی تکمیل کی۔ شاہ ابوالخیر مجددی دہلوی سے بیعت ہوئے اور خلافت پائی۔ تکمیل علوم کے بعد دارالعلوم نعمانیہ میں مدرس اور بعد میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ لاہور سے امرت سرپنچے اور مدرسہ نصرت العلوم میں ادب کے استاد مقرر ہوئے۔ مدرسہ نصرت العلوم جب ایم اے او کالج ہوا تو وہاں عربی کے پروفیسر مقرر ہو گئے اور بعد ازاں یہیں سے ریٹائرڈ ہوئے۔ آپ کے تلامذہ میں صاحبزادہ مولانا محمد عمر میر بلوی، ڈاکٹر محمد حسن سابق شیخ الادب جامعہ اسلامیہ بہاول پور، مولانا غلام محمد ترم، مولانا حکیم فقیر محمد چشتی نظامی امرت سوری، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا مفتی محمد حسن (خلیفہ حضرت مولانا شرف علی تھانوی)، ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، مولانا حکیم فیروز الدین طغرانی، علامہ عرشی امرت سوری، مفتی عبدالعزیز مزنگوی، آغا خٹک کاشمیری اور پروفیسر اسماعیل یوسف (بمبئی) شامل ہیں۔ تصانیف میں الکافیہ علی القایہ (رد مرزائیت) نہایت مشہور ہے۔ 28 شعبان المعظم 1363ھ/18 اگست 1944ء میں وفات پائی اور امرت سر میں دفن ہوئے۔³⁵

مولانا مرزا محمد نذیر بیگ عرشی

مولانا عرشی 1884ء میں قصبہ دھنولہ، ریاست نابھ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ حمیدیہ اور مدرسہ نعمانیہ لاہور سے تحصیل علم کیا۔ مدرسہ حمیدیہ میں مولانا محمد ذاکر بگوی کے شاگرد رہے۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل اور منشی فاضل کیا۔ اس کے علاوہ علم طب کی تحصیل بھی کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے آبائی گاؤں دھنولہ میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور اپنے والد گرامی کی نسبت سے درس گاہ کا نام "مدرسہ کریمیہ" رکھا۔ 72 کے قریب کتابیں، رسالے، ترجمے اور حاشیے تحریر کیے، جن میں سے بعض شائع ہو چکے ہیں اور باقی مسودات کی شکل میں پڑے رہے؛ تقسیم برصغیر کے ہنگاموں میں اکثر مسودات ضائع ہو گئے۔ علامہ عرشی نے مثنوی مولانا روم کی شرح مفتاح العلوم اکیس جلدوں میں تصنیف کی۔ مولانا ابوالسعد احمد خان نقشبندی سے 1931ء میں مالیر کوٹلہ میں

³⁴ شرف قادری، تذکرہ اہل سنت، 1: 545-546؛ فاروقی، تذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، 290-295۔

³⁵ محمود احمد قادری، تذکرہ علماء اہل سنت (فیصل آباد: سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ، 1992ء)، 242-243۔

بیعت کی اور اپنے مرشد کے احوال و آثار "تحفہ سعدیہ" کے نام سے مرتب کیے۔ 1947ء کے ہنگاموں میں ہندو شری پسندوں اور سکھ بلوایوں سے دست بدست لڑتے رہے اور آخر کار بمقام تلونڈی، ریاست نابھہ میں شہید ہو گئے۔³⁶

مولانا محمد بخش مسلم

آپ 24 جمادی الاول 1304ھ/18 فروری 1887ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ مولانا محمد ذاکر بگوی (م 1916ء)، مولانا اصغر علی روحی (م 1954ء)، مولانا غلام مرشد (م 1979ء) اور دیگر علماء سے دینی تعلیم حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایب عالم اور مولوی فاضل کے امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کیے۔ تحریک خلافت اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ روزنامہ "زمیندار" اور "سیاست" میں کام کیا۔ نہایت عمدہ خطیب تھے۔ خطابت کے علاوہ شاعری کے شغف کو بھی اپنائے رکھا۔ مسلم مسجد لوہاری گیٹ کی بنیاد، تعمیر اور تکمیل آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی اور تادم زیست اسی مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد بیس سال تک ہفت روزہ "استقلال" لاہور کے ایڈیٹر رہے۔ 1948ء میں جمعیت علماء پاکستان کی تاسیس ہوئی تو آپ اس کے بانی رکن اور پہلے سیکرٹری نشر و اشاعت بنے۔ متعدد اصلاحی کتابچے لکھے جن میں کتاب الاخلاق، آدمی کی انسانیت، تعلیم الاسلام، روزہ اور اس کا فلسفہ، غزوہ بدر، مسلمانوں کی زبوں حالی، مظلوم قوم، ختم نبوت، خطبات نبوی، تحریک پاکستان اور مسلم لیگ اور جناح شامل ہیں۔ 17 فروری 1987ء میں انتقال ہوا اور اپنی تعمیر کردہ مسلم مسجد لاہور کے تہہ خانہ میں آسودہ خاک ہوئے۔³⁷

مولانا مفتی عبدالعزیز مزنگوی

آپ موضع چانگوانالی (جلال پور جٹاں) میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد لاہور میں مولانا محمد عالم آسی امرت سری اور مدرسہ حمیدیہ، انجمن حمایت اسلام لاہور میں مولانا محمد ذاکر بگوی سے کسب علم کیا۔ اس کے بعد مولانا کریم بخش اور ان کے صاحبزادے پروفیسر مولانا فضل میراں کی خدمت میں دس برس رہ کر علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔ تکمیل علوم کے بعد لاہور میں مستقل رہائش اختیار کر لی اور جامع مسجد جنازہ گاہ اور جامع مسجد قلعہ مادھو، مزنگ میں خطیب رہے۔ حضرت پیر قربان علی شاہ (ضلع جالندھر) کے مرید تھے۔ آپ سے سیکڑوں تشنگان علم نے کسب فیض کیا۔ آپ کی مشہور تصانیف میں سوانح سرکار دو عالم، نسب نامہ رسول مقبول، مسائل زکوٰۃ، احکام قربانی، مسائل نماز جنازہ، اربعین عزیزی اور ترجمہ مشکوٰۃ شریف خاص طور پر مشہور ہیں۔ 30 رجب المرجب 1383ھ/16 دسمبر 1963ء میں وفات پائی اور میانہ صاحب کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔³⁸

³⁶ مرزا نذیر بیگ عرشی، تحفہ سعدیہ، ترتیب و حواشی: مولانا محبوب الہی، (کنڈیاں، میانوالی: خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، 2015ء)، 31-39۔

³⁷ محمد صادق قصوری، تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کا کردار، (لاہور: تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ، 2008ء)، 399-401؛ محمد اسلم، خفنگان

خاک لاہور، 498۔

³⁸ فاروقی، ہذکرہ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، 336-339؛ شرف قادری، ہذکرہ اہل سنت، 1: 232-233۔

مولانا غلام مرشد

آپ 1895ء میں انگلہ، ضلع خوشاب میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مدرسہ نعمانیہ لاہور میں دینی نصاب مکمل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کی سند حاصل کی۔ لاہور میں مولانا غلام رسول گجراتی (صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور)، مولانا مفتی عبداللہ ٹوکنی اور مولانا محمد ذاکر بگوی (صدر مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور) سے کسب علم کیا۔ علم معقولات کے لیے مولانا معین الدین اجیر سے استفادہ کیا۔ دارالعلوم دیوبند سے سند حدیث حاصل کی اور مولانا محمود الحسن دیوبندی سے بیعت ہوئے۔ دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام سیال شریف اور دارالعلوم نعمانیہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ لاہور میں اونچی مسجد بھائی دروازہ، کناری بازار مسجد اور سنہری مسجد میں سالہا سال درس قرآن دیا جو بہت مقبول ہوا۔ تحریک خلافت اور جمعیت علمائے اسلام میں سرگرم عمل رہے۔ 1935ء میں علامہ محمد اقبال کی تحریک پر انجمن اسلامیہ لاہور نے آپ کو بادشاہی مسجد لاہور کا خطیب مقرر کر دیا۔ یہ سلسلہ 1966ء تک جاری رہا۔ اس دوران تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور انتخابی جلسوں میں خطاب کرتے رہے۔ مزاجاً معتدل اور درس و تقریر کے آدمی تھے۔ 1979ء میں لاہور میں وفات پائی اور آبائی گاؤں انگلہ میں دفن ہوئے۔³⁹

مولانا خواجہ خان محمد، سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ، کندیاں شریف

آپ 1920ء میں موضع ڈنگ، ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد خواجہ عمر، حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان نقشبندی، بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ، کندیاں شریف کے پچازاد بھائی تھے۔ مولانا خان محمد نے ابتدائی تعلیم خانقاہ شریف میں حاصل کی اور اس کے بعد دارالعلوم عزیز، بھیرہ میں داخل کروادیے گئے۔ وہاں آپ نے متوسطات عربیہ کی تحصیل کی۔ پھر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، ضلع سورت تشریف لے گئے اور وہاں مولانا حافظ عبدالرحمن امر وہوی، مولانا بدر عالم میر ٹھی، مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا عبدالعزیز کیمبل پوری جیسے اساتذہ سے کسب علم کیا۔ 1362ھ میں حدیث و تفسیر کی تکمیل کے لیے دارالعلوم دیوبند حاضر ہوئے اور وہاں شیخ الحدیث مولانا اعزاز علی سے دورہ حدیث مکمل کیا۔ خانقاہ سراجیہ واپس لوٹ کر اپنے مرشد گرامی حضرت مولانا ابوالسعد احمد خان نقشبندی سے روحانی منازل طے کیں اور ان کی دلمادی کے شرف سے سرفراز ہوئے۔ مرشد گرامی کی وفات کے بعد آپ خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ نے تحریک ختم نبوت 1953ء میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، مرکزی امیر اور جمعیت علمائے اسلام کے نائب امیر اور سرپرست اعلیٰ بھی رہے۔ 5 مئی 2010ء کو ملتان میں وفات پائی اور 6 مئی کو خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ، کندیاں شریف میں مدفون ہوئے۔⁴⁰

خلاصہ تحقیق

علمائے بگ نے انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی میں وسطی و شمالی پنجاب میں اپنی تعلیمی و تدریسی سرگرمیوں کے ذریعے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ انھوں نے لاہور، بگ اور بھیرہ میں علمی مراکز قائم کیے اور اپنی محنت و لگن اور لیاقت و قابلیت سے علما و مدرسین

³⁹ انوار احمد بگوی، ہڈکار بگویہ، 3: 614-615۔

⁴⁰ نذیر بیگ عرشی، تحفہ سعیدیہ، 403-432۔

کی ایک ایسی کھیپ تیار کی، جس نے متحدہ پنجاب میں ملت اسلامیہ کی تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال کے لیے بڑا کام کیا۔ ان کے ادارے پنجاب میں دینی تعلیم کی بہترین درس گاہوں میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت مولانا غلام محی الدین بگویہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وزیر فقیر عزیز الدین مرحوم کی درخواست پر لاہور تشریف لے گئے اور وہاں فقیر خاندان کے زیر تولیت بازار حکیمان کی لال مسجد میں بیس برس تک علم حدیث کا درس دیا۔ آپ کے درس میں پنجاب بھر سے طلبہ حاضر ہوتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ بعد میں جب آپ واپس بگ شریف تشریف لے گئے تو وہاں بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ پنجاب میں علم حدیث کی اشاعت میں آپ اور آپ کے برادر اصغر مولانا احمد الدین بگویہ کا بڑا حصہ ہے۔ مولانا احمد الدین بگویہ نیلا گنبد لاہور کی مسجد میں درس حدیث دیتے رہے۔ بعد میں یہ درس "مدرسہ رحیمیہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ جب آپ بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب تھے تو وہاں بھی کثیر تعداد میں طلبہ نے آپ سے اکتساب علم کیا۔ بعد ازاں آپ نے جامع مسجد شیر شاہی بھیرہ میں درس و تدریس کا آغاز کیا تو طالبانِ علوم دینیہ وہاں حاضر ہونے لگے۔ دونوں محدث بگویہ برادران کی متحدہ پنجاب میں علوم دینیہ کے فروغ کے لیے خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ مولانا غلام محمد بگویہ لاہور کے معروف مدرسہ نعمانیہ میں بطور مدرس اور صدر مدرس طویل عرصہ تک خدمات سر انجام دیتے رہے۔ اس دوران کثیر علماء و طلبہ نے استفادہ کیا۔ مولانا محمد ذاکر بگویہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے مدرسہ حمیدیہ میں صدر مدرس تھے اور سالہا سال تک مولوی فاضل کے طلبہ کو پڑھاتے رہے۔ مولانا عبدالعزیز بگویہ نے جامع مسجد بھیرہ میں اپنے چچا جان حضرت مولانا احمد الدین بگویہ کے قائم کردہ مدرسہ کا انتظام سنبھالا اور اسے وسعت دی۔ اس ادارہ میں بہترین اساتذہ کا تقرر کیا جس سے یہ ادارہ پنجاب میں امتیازی حیثیت کا حامل رہا۔ بعد ازاں مولانا ظہور احمد بگویہ نے اسے باقاعدہ دارالعلوم کی شکل دی اور اس کی تجدید، توسیع اور ترقی کے لیے ضروری اقدامات کیے۔ اب یہ ادارہ دارالعلوم عزیزہ کملانے لگا اور اسے عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اس میں قابل قدر تعلیمی، نصابی اور عمارتی اضافے کیے گئے۔ متعدد مقامات پر اس کی شاخیں قائم کی گئیں۔ علوم و فنون کی تدریس کے لیے مایہ ناز اہل علم و اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں اور طلبہ کو علمی ماحول فراہم کرنے کے لیے اس میں شاندار کتب خانہ اور دارالمطالعہ قائم کیا گیا۔ یوں اس ادارہ نے پنجاب کی دینی و علمی درس گاہوں میں قابل قدر مقام حاصل کیا۔ اگر ہم علمائے بگہ کے تلامذہ کی فہرست پر ایک نظر ڈالیں تو اس میں ہمیں متحدہ پنجاب کے معروف علماء و مشائخ کی ایک بڑی تعداد نظر آتی ہے، جنہوں نے آگے چل کر تعلیم و تدریس اور دعوت و ارشاد کے میدان میں گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ ان میں ہر فرد ایک روشن ستارے کی مانند ہے جس نے معاشرے میں جہالت کے خاتمے اور علم کے فروغ کے لیے قابل قدر کردار ادا کیا۔ علمائے بگہ کے ان تلامذہ میں مدرس و معلم بھی تھے اور محدث و فقیہ بھی، مبلغ و مناظر بھی تھے اور کثیر التصانیف مصنف بھی، اہل شریعت بھی تھے اور اہل طریقت بھی، شاعر و ادیب بھی تھے اور مقرر و خطیب بھی۔ الغرض پنجاب کی دینی تعلیم کی روایت میں علمائے بگہ کی شاندار تدریسی خدمات سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔